سلسلہ نمبر: ۷

ماہِ ربیع الاوّل اور اس کے تقاضے

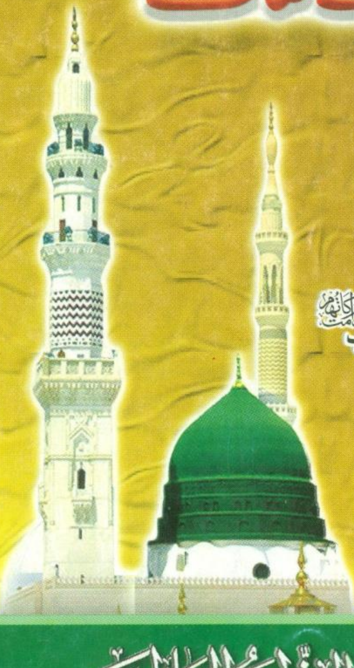

شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب دامت برکاتہم

مہتمم جامعہ بنوریہ عالمیہ

الجامعة البنورية العالمية

سائٹ کراچی، پاکستان فون 021-32575229 - 021-32575228

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

ماہِ ربیع الاوّل اور اس کے تقاضے

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ کَانَ
یَرْجُوا اللہَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَکَرَ اللہَ کَثِیْراً۔

(سورۃ الاحزاب آیت ۲۱)

ترجمہ: یقینا تمہارے لیے رسول اللہ میں عمدہ نمونہ (موجود) ہے۔ ہر اس شخص کے لیے جو اللہ تعالیٰ کی اور قیامت کے دن کی توقع رکھتا ہے اور بکثرت اللہ تعالیٰ کی یاد کرتا ہے۔

ربیع الاوّل اسلامی سال کا تیسرا مہینہ ہے۔

ربیع الاوّل نام رکھنے کی وجہ:

اس مہینے کو ربیع الاوّل اس لیے کہتے ہیں کہ مہینوں کے نام کی ترتیب میں یہ مہینہ فصل ربیع (موسم بہار) کے شروع میں واقع ہوا اس وجہ سے اس کا نام ربیع الاوّل رکھا گیا۔

(غیاث اللغات)

ربیع الاوّل میں ہونے والے تاریخی واقعات

☆ خاتم الانبیاء حضرت محمد ﷺ کی ولادت	۹ یا ۱۲ ربیع الاوّل
☆ آفتاب رسالت ﷺ کا طلوع	۹ ربیع الاوّل
☆ نماز فجر و عصر کی فرضیت	۹ ربیع الاوّل
☆ تاسیس مسجد قُبا	۸ ربیع الاوّل
☆ مدینہ میں تشریف آوری واستقبال	۲۳ ربیع الاوّل ۱ ھ
☆ حرمت شراب کا حکم	ربیع الاوّل ۳ ھ
☆ وفاتِ رحمۃ للعالمین ﷺ	۱۲ ربیع الاوّل ۱۱ ھ
☆ خلافت ابو بکرؓ	۱۲ ربیع الاوّل ۱۱ ھ
☆ صلح حضرت حسنؓ و حضرت معاویہؓ	ربیع الاوّل ۴۰ ھ
☆ وفاتِ حضرت امام احمد بن حنبل ؒ	۱۲ ربیع الاوّل ۲۴۱ ھ

ماہ ربیع الاوّل کا اعزاز:

ربیع الاوّل کا مہینہ اسلامی تاریخ بلکہ تاریخ انسانیت کا وہ عظیم مہینہ ہے جس میں آنحضرت ﷺ کی ولادت ہوئی۔ یہ ایک ایسی سعادت ہے جس کے برابر کوئی اور سعادت نہیں ہو سکتی۔

تاریخ ولادت باسعادت :

آپ اکے سال ولادت میں مؤرخین کا اختلاف ہے، اکثر مؤرخین اسی پر متفق ہیں کہ عام الفیل (وہ سال جس میں ابرہہ، حرم مکہ پر ہاتھیوں کے ذریعے حملہ آور ہوا تھا یہ ۵۷۰ء کا واقعہ ہے) آپ کی سن ولادت ہے، حضرت ابن عباسؓ کا قول بھی یہی ہے۔

آپ اکی تاریخ ولادت میں چار اقوال مشہور ہیں: 10,8,2 اور 12 ربیع الاوّل، اگرچہ بارہویں تاریخ زیادہ مشہور ہے لیکن یہ بھی یقینی نہیں۔آپ اپیر کے دن صبح صادق کے وقت مکّہ مکرمہ میں بی بی آمنہؓ کے گھر میں رونق افروز ہوئے۔

نبوت سے پہلے کے حالات :

آپ اکو دودھ پلانے کی سعادت حلیمہ سعدیہؓ کو حاصل ہوئی جب آپ اکی عمر چھ سال تک پہنچی تو بی بی آمنہؓ کا انتقال ہوگیا، آٹھ سال کی عمر میں دادا جناب عبدالمطلب انتقال فرماگئے. بارہ سال کی عمر میں اپنے چچا ابو طالب کے ہمراہ تجارت کی غرض سے شام کا پہلا سفر کیا پندرہ سال کی عمر میں اپنے بعض چچاؤں کے اصرار پر جنگ فجار میں شریک ہوئے مگر لڑائی نہ کی اور تقریباًایک ماہ بعد معاہدہ ”حلف الفضول“میں شرکت فرمائی پچیس سال کی عمر میں شام کی طرف دوسرا سفر کیا واپسی پر حضرت خدیجہؓ، جو خاندان قریش کی ایک عزّت دار خاتون تھیں، سے آپ نے نکاح کیا اٹھائیس سال کی عمر میں اللہ ربّ العزّت نے آپ

کو ایک فرزند سے نوازا جس کا نام قاسم رکھا گیا، تیس سال کی عمر میں حضرت زینبؓ کی ولادت ہوئی، تینتیس (۳۳) سال کی عمر میں رقیہؓ اور چونتیس سال کی عمر میں ام کلثومؓ کی پیدائش ہوئی۔ جب آپ ا کی عمر پینتیس (۳۵) سال ہوئی تو تعمیر کعبہ اور آپ ا کی تحکیم کا مشہور واقعہ پیش آیا، اسی سال حضرت فاطمہؓ کی پیدائش ہوئی۔

وحی کا آغاز:

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنخضرت اپر وحی کی ابتداء رؤیائے صالحہ سے ہوئی، جو خواب دیکھتے تھے وہ صبح کی روشنی کی طرح ظاہر ہو کر رہتا، پھر آپ کو خلوت و تنہائی محبوب بنادی گئی، آپ اغارِ حرا میں خلوت فرماتے اور جب کھانے پینے کا سامان ختم ہو جاتا تو گھر واپس تشریف لے آتے اور عبادت میں مشغول ہو جاتے۔ یہاں تک کہ آپ ا کی عمر چالیس سال چھ ماہ ہوئی تو ۱۷ رمضان المبارک بروز پیر آپ ا کو منصب نبوت سے سرفراز کیا گیا۔

بعثت کے وقت دنیا کی حالت:

آپ ا کی بعثت ایسے حالات میں ہوئی جب تمام عالم پر جہالت کی تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ وحشت و درندگی کا دنیا پر تسلط تھا، انسانیت، تہذیب اور اخلاق کا دائرہ صرف کتابوں تک محدود تھا، دِلوں پر اس کا کوئی اثر باقی نہ بچا تھا۔

سب سے بہتر وافضل کہلانے والی قوم بنی اسرائیل حضرت مسیح علیہ السلام سے بھی پہلے سانپ اور سانپ کے بچے کہلانے کی مستحق ہو چکی تھی ظاہری شکل

و صورت کے سوا ان میں آدمیت و انسانیت کا ذرا بھی نام و نشان باقی نہ رہا تھا اور ہمسایہ قوموں کے اثر سے بنی اسرائیل میں بھی بت پرستی کا رواج ہو گیا تھا۔

آج کا چمکتا دمکتا یورپ اس وقت جہالت و وحشت کا مرکز تھا۔ انگلستان میں برٹن اور سیکسن وحشی قومیں آباد تھیں۔ انگلستان میں ”ورڈن بت“ کی پرستش ہوئی تھی۔ ایران پر مزدک کا اقتدار تھا۔ اس فلسفے نے زن، زر اور زمین کو وقفِ عام کر دینے سے اخلاق اور انسانیت کا جنازہ نکال دیا تھا۔

ہندوستان بھی گندگی کی معراج پر پہنچ گیا تھا۔ مندروں میں زن و مرد کی برہنہ مورتیاں بنا کر ان کی پرستش کی جاتی تھی، عبادت خانوں کی در و دیوار پر ایسی فحش تصاویر کندہ کی جاتی تھی جن کی طرف ایک سلیم الفطرت شخص دیکھنا بھی گوارا نہیں کر سکتا تھا۔

چین کے باشندوں نے اپنے بادشاہوں کو آسمانی فرزند کا خطاب دے کر حقیقی خدا سے منہ موڑ لیا تھا ہر کام کے بُت جدا جدا تھے۔ کوئی بارش کا تو کوئی اولاد کا، کوئی جنگ کا تو کوئی امن کا گویا ایک خدا کے علاوہ ہر چیز کی پوجا کی جاتی تھی۔

مصر میں عیسائیت کا زور و غلبہ تھا۔ مسیح علیہ السلام کی تعلیمات کو مکمل طور پر پسِ پشت ڈال کر حضرت مسیح کو ابنُ اللہ (اللہ کا بیٹا) کہنے کا عقیدہ عام تھا۔ حضرت مسیح کی شخصیت اور ابنیت کی تعریف میں اختلافات کی وجہ سے نئے نئے اعتقادات پیدا ہوتے اور ہر ایک فرقہ دوسرے فرقے کی تکفیر کرتا۔ جہالت کی یہ انتہا تھی کہ ہر ایک فرقہ دوسرے فرقے والوں کو قتل کرنے حتیٰ کہ آگ

میں ڈالنے سے بھی گریز نہ کرتا تھا۔

یہ ان ملکوں کے حالات تھے جو علم و فن کے گھوارے کہلائے جاتے تھے اور ان میں ہر ایک زبردست حکومت اور شریعت کے زیر اثر تھا۔

اب آیئے عرب کا تصور کریں یہ وہ خطّہ تھا جہاں صدیوں سے نہ کسی بادشاہ کا تسلط ہوا تھا، نہ کوئی قانون سے واقف تھا، نہ ان میں کوئی ہادی آیا تھا۔ اس حیوانی قسم کی آزادی کے ساتھ بے علمی، جہالت اور متمدن اقوام سے دوری نے ان کی اخلاقیات کو اور بھی تباہ کر دیا تھا۔ اس بدترین حالت نے عرب کو اس بات کا حق دار ٹھہرایا کہ عالم کی اصلاح کا آغاز یہیں سے ہو۔ چنانچہ حضور اکرم ا سرزمین عرب میں مبعوث ہوئے، اہل عرب ہی آپ کے اوّلین مخاطب تھے، اگرچہ آپ کی نبوت و رسالت تمام دنیا اور قیامت تک آنے والے ہر جن وانس کے لیے ہے۔

یوم پیدائش میں عید منانے کی شرعی حیثیت:

اسلام میں یوم پیدائش منانے کا کوئی تصور نہیں اگر ایسا کوئی تصور ہوتا تو سرکارِ دو عالم ا کی یوم پیدائش سے زیادہ کوئی اور دن اس بات کا مستحق نہیں تھا کہ اس کو باقاعدہ طور پر منایا جائے اور اس کو عید قرار دیا جائے۔

لیکن نبوّت کے بعد آپ ۲۳ سال تک اس دنیا میں بقیدِ حیات رہے ہر سال ربیع الاوّل کا مہینہ آیا، لیکن نہ صرف یہ کہ آپ انے ربیع الاوّل کے کسی بھی دن کو یومِ پیدائش کے طور پر نہیں منایا بلکہ آپ ا کے کسی صحابی کے حاشیہ

خیال میں بھی یہ نہیں گذرا کہ ہمیں اپنے محبوب نبی ﷺ کی پیدائش کا دن منانا اور اس میں کسی قسم کی تقریبات وغیرہ کا انعقاد کرنا چاہیے۔

۱۲ ربیع الاوّل اور صحابہ کرام:

سرکار دو عالم ﷺ کی رحلت کے بعد تقریباً سوا لاکھ صحابہ کرام موجود تھے صحابہ کرام کی صفت یہ تھی کہ وہ آپ ﷺ کی ایک ایک سانس کے بدلے میں اپنی پوری جان نچھاور کرنے کے لیے تیار رہتے تھے۔ یہ آپ ﷺ کے جان نثار، آپ پر فدا ہونے والے اور آپ کے سچّے عاشق تھے۔ لیکن پوری تاریخِ اسلامی چھان مارنے کے بعد بھی کوئی ایک ایسا صحابی نہیں ملے گا جس نے اہتمام کرکے یہ دن منایا ہو، یا اس دن کوئی جلسہ منعقد کیا ہو، کوئی جلوس نکالا ہو یا چراغاں کیا ہو، یا کسی مخصوص رنگ کی جھنڈیاں سجائی ہوں۔

اگر عقیدت و محبت ان اُمور کا نام ہوتا تو یقینا صحابہ کرامؓ یہ سب کام ضرور کرتے۔ لیکن انھیں معلوم تھا کہ اسلام رسموں کا یا چند رسومات کا دین نہیں ہے جیسا کہ دوسرے ادیان کے ماننے والوں نے اپنے مذاہب کو چند رسموں تک محدود کررکھا ہے۔ بلکہ اسلام عمل کا دین ہے جو پیدائش سے لیکر موت تک ہر وقت انسان کو اپنی اصلاح کی دعوت دیتا ہے اور اس کے لیے سرکار دو عالم ﷺ کی زندگی ہمارے لیے مشعلِ راہ ہے۔

یوم پیدائش منانے کی تاریخی اصلیت:

مقام افسوس ہے کہ ۱۲ ربیع الاوّل کی تاریخ ہمارے معاشرے ہمارے ملک

اور خصوصاً برصغیر میں باقاعدہ عید کی طرح ایک جشن اور تہوار کی شکل اختیار کر گئی ہے۔ اس مہینے کے شروع ہوتے ہی سیرت اور میلاد کے نام پر پروگراموں کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ اب تو کچھ عرصے سے اس کو حکومتی سرپرستی بھی حاصل ہو گئی ہے۔ اگر ظاہری نظر سے دیکھا جائے تو آپ ﷺ کا تذکرہ اتنی بڑی سعادت ہے جس سے کسی مسلمان کو انکار نہیں۔

لیکن اگر اس کی حقیقت جاننے کی کوشش کی جائے تو واقعہ یہ ہے کہ یومِ پیدائش منانے کا تصور اسلام کا نہیں بلکہ عیسائیت کا ہے عیسائی 25 دسمبر کو کرسمس کے نام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یوم پیدائش مناتی ہے۔ اس کی حقیقت بھی بڑی دلچسپ ہے اگر تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ آسمان پر اٹھائے جانے کے تین سو سال بعد تک یوم پیدائش منانے کا کوئی تصور نہیں تھا۔ آپ کے حواریین جو آپ کے صحابہ تھے، ان میں سے کسی نے یہ دن نہیں بنایا۔ تین سو سال بعد لوگوں نے اس بدعت کا آغاز کیا اور دعویٰ کیا کہ ہم حضرت مسیح علیہ السلام کا یوم پیدائش منائیں گے۔ اس وقت دین مسیحیت پر پوری طرح عمل کرنے والے لوگوں نے جب پوچھا کہ تم نے یومِ پیدائش میں عید منانے کا سلسلہ کیوں شروع کیا ہے؟ تعلیماتِ مسیح علیہ السلام میں تو اس کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ انھوں نے جواب میں کہا کہ اس میں حرج کیا ہے؟ اس دن ہم جمع ہوں گے، حضرت مسیح علیہ السلام کا تذکرہ کریں گے، ان کی تعلیمات لوگوں تک پہنچائیں گے، اس طرح لوگوں میں

آپ کی تعلیمات کا پرچار ہوگا اور لوگوں کو مسیحیت کی طرف راغب کرنے میں مدد ملے گی۔اس طرح کرسمس کی ابتداء ہو گئی۔ (اصلاحی خطبات)

کرسمس کی موجودہ صورتحال:

ابتداء میں تو کرسمس منانے کا طریقہ بڑا سادہ تھا پچیس دسمبر کو چرچ میں ایک اجتماع ہوتا۔ پادری صاحب کھڑے ہو کر تعلیمات مسیح علیہ السلام بیان کرتے اور آپ کی سیرت کا تذکرہ ہوتا، اس کے بعد اجتماع ختم ہو جاتا اور لوگوں کو مسیح علیہ السلام کا پیغام پہنچ جاتا یوں مجلس برخاست ہو جاتی۔

اگر دیکھا جائے تو یہ ایک معصومانہ ابتداء تھی جس میں بظاہر کسی قسم کی قباحت محسوس نہیں ہوتی لیکن وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ جب پادریوں نے محسوس کیا کہ ہم پادری تو تقریر کر لیتے ہیں لیکن چونکہ یہ ایک خشک قسم کی تقریر ہوتی ہے لہٰذا رنگین مزاج نوجوان اور شوقین حضرات شریک نہیں ہوتے اس لیے اسکو ذرا دلچسپ ہونا چاہیئے تاکہ سب لوگ اس میں شریک ہو سکیں۔ اس کو دلچسپ بنانے کے لیے اس میں موسیقی شامل کر لی گئی چنانچہ موسیقی پر نظمیں پڑھی جانے لگیں پھر جب انہوں نے دیکھا کہ موسیقی سے بھی کام نہیں چل رہا تو اس میں ناچ گانا شامل کر لیا۔ پھر رفتہ رفتہ ہنسی مذاق اور دوسرے کھیل تماشے داخل کر دیے گئے۔

کرسمس کا انجام:

آج کرسمس کے دن کا جائزہ لیں تو اس دن جو طوفان بدتمیزی بپا ہوتا ہے وہ

کرسمس کے اگلے دن کے اخبارات سے معلوم کی جاسکتی ہے۔ اس ایک دن میں اتنی شراب نوشی کی جاتی ہے جو پورے سال کی شراب نوشی سے زائد ہوتی ہے۔ اس دن اتنے حادثات ہوتے ہیں جو سال بھر کے حادثات سے زیادہ ہوتے ہیں۔ اس ایک دن میں عورتوں کی عصمت دری کے اتنے واقعات ہوتے ہیں کہ پورے سال اتنا ظلم نہیں ہوتا یہ سب کچھ اس بدعت کے نام پر ہورہا ہے جو کرسمس کے نام سے مشہور ہے۔

عید میلاد النبیا کی ابتدائ:

تاریخ کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلا شخص جس نے مجلس میلاد کی بدعت ایجاد کی وہ ابن المظفر ابو سعید ہے جو فضول خرچ بادشاہ تھا۔ اس کے دِل میں خیال آیا کہ جب عیسائی لوگ حضرت عیسیٰؑ کا یوم پیدائش مناتے ہیں تو ہم حضرت محمدا کا یوم پیدائش کیوں نہ منائیں۔ چنانچہ اس بادشاہ نے میلاد کا سلسلہ شروع کیا شروع میں یہی ہوا کہ سیرت نبوی ا کا بیان ہوا کچھ نعتیں پڑھی گئیں۔ لیکن آج نوبت کہاں تک پہنچی ہے؟ روضۂ اقدس اور کعبہ شریف کی شبیہیں سڑکوں پر کھڑی کی جاتی ہیں، پھر باقاعدہ اس کا طواف ہورہا ہوتا ہے، چراغاں کیا جاتا ہے، جھنڈیاں سجائی جاتی ہیں، ہر سال نت نئ چیزوں کا اضافہ ہوتا ہے۔ معاذ اللہ! سیرت طیبہ کے نام پر یوں معلوم ہوتا ہے کہ ہندوؤں اور عیسائیوں کا جشن ہورہا ہے۔ جو خرابیاں ہندوؤں اور عیسائیوں کے جشن میں ہوتی تھیں، رفتہ رفتہ وہ خرابیاں جشن عیدامیلاد النبی کے نام پر جمع ہورہی ہیں۔

اسلام رسمی مظاہر کا دین نہیں:

بڑی خرابی یہ ہے کہ یہ سب خرافات دین کے نام پر ہوتی ہیں اور اس کو باعث اجر و ثواب سمجھ کر کیا جاتا ہے عام خیال یہی ہے کہ ۱۲ ربیع الاوّل کو چراغاں کرکے، راستوں کو سجا کر اور عمارتوں کو روشن کرکے ہم نے حضور اقدس ﷺ کے ساتھ محبت کا حق ادا کر دیا۔ میلاد منانے کو دین داری سمجھا جاتا ہے حالانکہ دین داری تو کیا یہ سرے سے اسلامی طریقہ ہی نہیں ہے اور نہ حضور ﷺ کی سنت ہے نہ صحابہ کرامؓ کا طرزِ عمل اگر یہ سب کچھ دین داری ہوتی تو صدیقؓ، فاروقؓ، عثمان غنیؓ اور علی المرتضیٰؓ کا طرزِ عمل اس کے مطابق ہوتا۔ آج اگر کوئی یہ دعویٰ کرے کہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے زیادہ عاشق رسول ﷺ ہوں تو وہ گمراہ ہے یہ ممکن نہیں ہے کہ کوئی شخص آپ ﷺ کا عاشق صحابہ کرامؓ سے بڑھ کر ہو۔ لہٰذا جو کام صحابہ کرامؓ نے نہیں کیا وہ کیونکر باعث اجر و ثواب ہو سکتا ہے؟

بعثت کا مقصدِ اصلی:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جانتے تھے کہ آپ ﷺ سے سچّی محبت یہ ہے کہ آپ کی سیرت طیبہ زندگیوں میں رچی بسی ہو۔ اسی لیے ان کا ہر دن سیرت طیبہ کا دن اور ہر لمحہ سیرت طیبہ کا لمحہ تھا، ان کا کوئی ایسا کام نہیں تھا جو سرکارِ دو عالم ﷺ کی سیرت سے خالی ہو۔

صحابہ کرامؓ بخوبی جانتے تھے کہ آپ ﷺ اس لیے دنیا میں تشریف نہیں لائے کہ اپنا دن منوائیں یا اپنی شان میں محض قصیدے پڑھوائیں۔ اگر یہ مقصود ہوتا

توآپ ا کفار مکہ کی اس پیش کش کو قبول فرماتے جس میں کفار مکہ نے آپ کو اختیار دیا تھا کہ اگرآپ سردار بننا چاہتے ہیں تو ہم آپ کو سردار بنانے پر راضی ہیں، اگر مال و دولت چاہتے ہیں تو ہم آپ کے قدموں میں مال و دولت کے ڈھیر لگانے کے لیے تیار ہیں، اگر حسن و جمال کے طلبگار ہیں تو عرب کا حسن و جمال آپ کی خدمت میں پیش کیا جاسکتا ہے۔ لیکن شرط یہ رکھی کہ آپ اپنی تعلیمات کو چھوڑدیں اور دعوت کا کام نہ کریں۔ لیکن جواب میں آپ انے فرمایا کہ اگر تم لوگ میرے ایک ہاتھ میں سورج اور دوسرے میں چاند لا کر رکھ دو گے پھر بھی میں اپنی تعلیمات اور دعوت سے ہٹنے والا نہیں ہوں۔

معلوم ہوا کہ بعثتِ نبوی کا مقصد یہ نہیں کہ سال میں ایک دن عید میلاد النبی منائیں اور پھر سال بھر آپ ا کی تعلیمات کو پس پشت ڈال کر جو جی میں آئے کرتے پھریں۔ بعثتِ نبوی کا مقصد خود قرآن کریم نے اس آیت میں بیان فرمادیا ہے جو اس رسالے کے بالکل ابتداء میں ذکر کیا گیا ہے کہ:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا۔

(سورۃ احزاب: آیت ۲۱)

ترجمہ: یقینا تمہارے لیے رسول اللہ میں عمدہ نمونہ (موجود) ہے۔ ہر اس شخص کے لیے جو اللہ تعالیٰ کی اور قیامت کے دن کی توقع رکھتا ہے اور بکثرت اللہ تعالیٰ کی یاد کرتا ہے۔

تشریح:

اس آیت میں اللہ رب العزت نے ایمان والوں کو مخاطب کرکے فرمایا ہے کہ آپ ا کی ذات میں تم لوگوں کے لیے اسوۂ حسنہ ہے۔

اسوۂ حسنہ کا مطلب ہے ’’بہترین نمونہ‘‘۔

دنیا میں جتنے بھی انبیاء علیہم السلام تشریف لائے ان کا مقصد صرف یہ نہ تھا کہ اللہ کا پیغام اس کے بندوں تک پہنچا کر رخصت ہو جائیں بلکہ بڑا مقصد یہ بھی تھا کہ جس پیغام اور دعوت کو لے کر آئے ہیں اس کا قولی و فعلی مظاہرہ بھی پورے اہتمام سے کریں، چنانچہ رسول اللہ ا کی ایک حیثیت یہ تھی کہ اللہ کا پیغام اللہ کے بندوں تک جوں کا توں پہنچادیں اور دوسری حیثیت یہ تھی کہ اس پیغام کی تعلیم و تشریح کے علاوہ اس کی عملی تفسیر بھی پیش فرمائیں، تعلیمات نبوی ا کی اصل حیثیت قانونِ الٰہی یا کتاب ہدایت کی تشریح و تفسیر کی بھی ہے۔ لہٰذا جو شخص تعلیمات اسلامی جاننے کا خواہشمند ہے تو اُسے حدیث کی طرف رجوع کرنا پڑے گا۔ جس طرح قرآنی تعلیمات زندگی کے تمام گوشوں پر حاوی ہیں اسی طرح تعلیمات نبوی ا بھی ہمہ گیر، جامع اور قدم قدم پر حیاتِ انسانی کے لیے راہنما ہیں۔ سورۃ احزاب کی مذکورہ آیت میں اسی حقیقت کو بیان کیا جارہا ہے کہ تمہارے لیے رسول اللہ ا میں عمدہ نمونہ موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جتنے بھی انبیاء کرامؑ مبعوث فرمائے وہ سب کے سب اعلیٰ ترین اخلاق و کردار کے پیکر تھے مگر آنحضرت ا کو یہ خصوصی امتیاز حاصل ہے کہ

آپ ا تمام مکارِم اخلاق کا مظہر تھے اسی لیے آپ ا کا اسوۂ حسنہ تمام دنیا کے لوگوں کے لیے علم و عمل کا بہترین نمونہ ہے۔

ذیل میں آپ ا کے اسوۂ حسنہ کے چند پہلوؤں کو مختصراً پیش کیا جاتا ہے تاکہ اس سے رہنمائی حاصل کرکے ہم اپنے اخلاق سنوار سکیں۔

حسن خلق:

رسول اللہ ا بہت زیادہ خلیق تھے۔ نبوت سے سرفراز ہونے سے قبل بھی صلہ رحمی میں اپنی مثال آپ تھے۔ آپ مشرکوں اور اہل کتاب کو معاف کردیا کرتے اور ان کی ایذار سانیوں پر صبر سے کام لیتے۔ حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول ا نے کبھی کسی کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا نہ عورت کو نہ خادم کو البتہ جہاد میں اللہ کی راہ میں مارا۔ محتاجوں کی مدد کرتے اور مہمان نواز تھے۔

سادگی:

آپ ا کے گھر میں معاشرت انتہائی سادہ تھی آپ کو کھانے پینے اور پہننے اوڑھنے میں تکلف ناپسند تھا ہمیشہ سادگی آپ ا کا معمول رہی۔ اپنے گھر کے کام خود کرتے، بکری کا دودھ خود دوھ لیتے تھے گھر کے کاموں میں ہاتھ بٹایا کرتے تھے۔

حیائ:

اہل عرب میں شرم و حیاء کا رواج کم تھا۔ لیکن آپ ا پیدائش سے ہی حیادار واقع ہوئے تھے ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آپ ا پردہ نشیں کنواری

لڑکیوں سے بھی زیادہ حیادار تھے اور جب آپ ا کوئی ایسی بات دیکھتے جو آپ ا کو پسند نہ آتی تو ہم اس کا اندازہ آپ ا کے چہرہ انور سے لگالیا کرتے۔

نرمی اور مہربانی:

آپ ا بہت نرم مزاج اور مہربان تھے۔ آپ ا نے صحابہ کرامؓ کو بھی لوگوں کے ساتھ نرمی اور مہربانی کے ساتھ برتاؤ کرنے کی تلقین فرمائی۔ ابو موسیٰ اشعری اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما کو یمن کے علاقوں پر حاکم بنا کر بھیجا تو دونوں سے فرمایا کہ لوگوں کے لیے آسانی پیدا کرنا سختی میں نہ ڈالنا، لوگوں کو خوش کرنا نفرت نہ دلانا۔ آپ ا کا ارشاد ہے: اللہ تعالیٰ نرم ہیں اور نرمی کو پسند فرماتے ہیں اور نرم خوئی پر جو ثواب عطا فرماتے ہیں وہ تند خوئی اور سخت مزاجی پر نہیں فرماتے۔

مفکر اسلام علامہ سید سلیمان ندویؒ نے نہایت موثر اور بلیغ انداز میں آپ ا کے اسوۂ حسنہ کو یوں بیان کیا ہے۔

سیرت محمدی ا کی جامعیت:

عزم، استقلال، شجاعت، صبر شکر، توکل، رضا، برداشت، قربانی، قناعت، استغنائ، ایثار، تواضع غرض تمام اخلاقی پہلوؤں کے لیے، جو مختلف انسانوں کے مختلف حالتوں میں یا ہر انسان کو مختلف صورتوں میں پیش آتے ہیں، ہم کو عملی ہدایت اور مثال کی ضرورت ہے۔ وہ ہمیں صرف آپ ا کی سیرت میں ملتی ہے اگر دولت مند ہو تو مکہ کے تاجر اور بحرین کے خزینہ دار کی تقلید کرو، اگر غریب

ہو تو شعب ابی طالب کے قیدی اور مدینہ کے مہمان کی کیفیت سنو، اگر بادشاہ ہو تو سلطانِ عرب کا حال پڑھو اگر رعایا ہو تو قریش کے محکوم کو ایک نظر دیکھو، اگر فاتح ہو تو بدر و حنین کے سپہ سالار پر نگاہ دوڑاؤ، اگر جنگ میں شکست کا سامنا ہے تو معرکۂ احد سے عبرت حاصل کرو، اگر استاد اور معلم ہو تو صفہ کی درسگاہ کے معلم مقدس کو دیکھو، اگر واعظ اور ناصح ہو تو مسجد مدینہ کے منبر پر کھڑے ہونے والے کی باتیں سنو، اگر یتیم ہو تو عبداللہ و آمنہ کے جگر گوشہ کو نہ بھولو، اگر بچہ ہو حلیمہ سعدیہؓ کے لاڈلے کو نہ بھولو، اگر غریب ہو تو مکہ کے ایک چروا ہے کی سیرت پڑھو، اگر جج اور قاضی ہو تو مدینہ کی کچی مسجد کے صحن میں بیٹھنے والے منصف کو دیکھو جس کی نظر میں شاہ و گدا، امیر و غریب سب برابر تھے اگر بیویوں کے شوہر ہو تو خدیجہؓ اور عائشہؓ کے مقدس شوہر کی حیات پاک کا مطالعہ کرو اگر اولاد والے ہو تو فاطمہؓ کے باپ اور حسن و حسینؓ کے نانا کا حال پوچھو، غرض تم جو کوئی بھی ہو اور کسی حال میں بھی ہو تمہاری زندگی کے لیے نمونہ، تمہاری سیرت کی درستی و اصلاح کے لیے سامان، تمہارے ظلمت خانے کے لیے ہدایت کا چراغ اور رہنمائی کا نور محمد ﷺ کی سیرت میں مل سکتا ہے اس لیے طبقہ انسانی کے ہر طالب اور نور ایمانی کے ہر متلاشی کے لیے صرف محمد رسول اللہ ﷺ کی سیرت ہدایت اور نجات کا ذریعہ ہے۔

(خطبات مدراس)

سیرت کا مطالعہ ہم سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ جس طرح صحابہ کرامؓ نے

سنتوں کی اتباع اور تعمیل کرکے دنیا میں اپنا لوہا منوالیا، اس طرح ہم بھی اپنے اعمال کا جائزہ لیں، سنتِ رسول ا کو اپنا شعار بنالیں، چودہ سو سال کی تاریخ کا مطالعہ بتاتا ہے کہ جب تک مسلمانوں نے نبی کریم ا کی سنتوں پر عمل کیا اس وقت تک عزت بھی پائی اور اقتدار اور شان و شوکت بھی حاصل رہا۔ لیکن جب سے ہم نے سنتوں کا مذاق اڑانا اور ترک کرنا شروع کیا ہے ہم دُنیا میں رسوا ہیں اور دشمن ہم پر ہنس رہا ہے۔ یہ تو اس دنیا میں ترکِ سنت کا نتیجہ ہے، آخرت کا عذاب تو اور بھی سخت ہے۔

حاصل کلام:

اگر ربیع الاوّل کا مہینہ ہم اس طور پر منائیں کہ اپنے اعمال کا جائزہ لیں اور خلاف سنت امور کو ترک کریں اور اس بات کا عہد کرلیں کہ آئندہ زندگی تعلیماتِ نبوی ا کے مطابق بسر کریں گے تو یہ جلوس نکالنے، میلے سجانے، محرابیں کھڑی کرنے چراغاں کرنے اور ۱۲ ربیع الاوّل کو جشن منانے سے ہزارہا درجے بہتر ہے۔ دُعا ہے اللہ رب العزت ہمیں دین کی صحیح سمجھ عطا فرمائیں۔

فقہی مسائل

☆ محفل میلاد و مجلس میلاد شریعت کی رُو سے بدعت ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ)

☆ بدعت کے ارتکاب کرنے والے شخص کے ساتھ بیٹھنا اور بدعت والی مجلس میں بیٹھنا حرام ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ)

☆ آج کل رسمی مجالس میلاد میں لوگ جمع ہو کر جاہل شعراء کے قصائد اور

مصنوعی اور من گھڑت روایات کو برعایت نغمہ و ترنم پڑھتے ہیں اس میں بے نمازی و فاسق بھی ہوتے ہیں، اس مذکورہ طریقے کو ضروری سمجھتے ہیں، یہ خلاف سنت، اور بدعت ہے، صحابہ کرامؓ تابعینؒ، تبع تابعینؒ اور ائمہ کرامؒ میں سے کسی سے ثابت نہیں ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ)

☆ مجلس میلاد میں ذکرِ ولادت کے وقت لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں، یہ بدعت ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ)

وما توفیقی إلا باللہ

قارئین کرام کی توجہ کیلئے

موجودہ معاشرے اور نوجوان نسل کے اذہان کے تناظر میں دینی رہنمائی کیلئے وقت کی تنگی اور مطالعہ کی کمی کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ مختصر رسالے شائع کئے جاتے ہیں۔ان رسالوں کی اشاعت کا مقصد گھر گھر اور ڈر ڈر دینی معلومات کو پہنچانا اور خالصتاً اللہ امت کی اصلاح ملحوظ ہے۔

اس نیک مقصد میں آپ بھی معاون بن کر حسب توفیق اپنا حصہ ڈال سکتے ہیں۔جس کا طریقہ یہ ہے کہ ماہانہ ایک ہزار(1000/=) روپے سے باقاعدہ ممبر شپ حاصل کر سکتے ہیں۔آپ کے دیئے ہوئے ایڈریس سے مقررہ تاریخ اور مقررہ وقت پر ہمارا نمائندہ رسید کے ساتھ وصول کرتا رہے گا۔

قارئین کرام اپنی استعداد کے مطابق ایک ہزار سے کم اور زیادہ رقم سے بھی ممبر شپ حاصل کر سکتے ہیں، نیز کئی ماہ کی رقم یکمشت بھی ادا فرما سکتے ہیں۔

اس کے عوض شائع ہونے والا ہر رسالہ (جو مختلف موضوعات پر ہوتا ہے بذریعہ ڈاک آپ کو ارسال کیا جاتا رہے گا۔

قارئین کرام اپنے کرم فرماؤں کے ایصال ثواب کیلئے اپنی خواہش کے مطابق عامۃ الناس کی دینی رہنمائی کا فریضہ ادا کر سکتے ہیں۔

آپ جامعہ بنوریہ عالمیہ کے دیے ہوئے آن لائن اکاؤنٹ میں بھی رقم جمع کروا کر بنک سلپ دے کر رسید حاصل کر سکتے ہیں۔

الملتمس : مفتی محمد نعیم رئیس و شیخ الحدیث الجامعۃ البنوریۃ العالمیۃ سائٹ کراچی

اپیل!

بحمد اللہ تعالیٰ! محدود صفحات اور مختلف موضوعات پر مشتمل اصلاح امت کے عنوان سے پابندی سے آنے والے رسالے عوام الناس میں پذیرائی حاصل کر رہے ہیں۔اس کار خیر میں حصہ ڈالنے کے لیے قارئین سے اپیل کی جاتی ہے کہ اپنی بساط کے مطابق اس کی نشر و اشاعت میں حصہ لیکر ثواب دارین حاصل کریں۔

رقم جمع کرانے کیلئے اکاؤنٹ

Jamia Binoria Trust
UBL,S.I.T.E.,Karachi,Pakistan

رابطہ کیلئے: مولانا محمد جنید صاحب
02132575228+02132575229
موبائل:0322-2394550

اشتہارات، سرپرستی، کلر پرنٹنگ، کمپوزنگ سمیت ٹائٹل رسالے کی دیدہ زیب ٹائٹل ڈیزائننگ اور اعلیٰ پرنٹنگ کے لیے رابطہ کریں: ملک صادق شہزاد 0300-3970930